وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور اچھے اچھے
کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً (خدا کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابو جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین، سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان مدظلہ

ناشر منیجر مکتبۃ السبطین ۲۹۶ / ۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

[illegible]

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر فرقہائے اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کو عقل و نقل اور قرآن سے علوم قدیمہ اور جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

رسالہ صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمۃ

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ نجفی دام ظلہ العالی

۲۹۶-بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ثنائی پریس بلاک نمبر ۲ سرگودھا

فون 71868

وقد اخرجت هذا الفصل من کتاب الهدایة — میں نے اس فصل کو اپنی کتاب ہدایہ سے اخذ کیا ہے۔

اور ان کی شریعت مقدسہ تمام شرائع وادیان سے افضل واکمل ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ بخلاف باقی انبیاء ومرسلین کے کہ ان کی نبوتیں ورسالتیں محدود ہوا کرتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ جس کی نبوت ورسالت کے حدود زیادہ وسیع ہوں گے۔ اور جس کی شریعت زیادہ مکمل ہوگی۔ وہ یقیناً دوسرے حضرات سے افضل وبرتر ہوگا۔ کما لا یخفی۔

شریعت اسلامیہ کی بعض خصوصیات

یہاں نہایت اختصار کے ساتھ آپ کی شریعت مقدسہ کی بعض خصوصیات پر روشنی ڈالی جاتی ہے (۱) شریعت مقدسہ اسلامیہ کی پہلی اور بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جس کے متعلق اس کے اندر تفصیلی احکام موجود نہ ہوں۔ اسلام کے علاوہ موجودہ ادیان عالم میں سے کوئی بھی ایسا دین ومذہب نہیں ہے جسے مکمل ضابطۂ حیات ونظام زندگی کہا جا سکے۔ یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ تمام بنی نوع انسان وغیرہ کے لئے ایک مکمل نظام حیات پیش کرتا ہے۔ جو اس کے تمام فطری وعقلی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔

(۲) دوسری خصوصیت دین اسلام کی یہ ہے کہ اس میں فقط روحانی ترقی پر ہی زور نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مادی ترقی کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ تاکہ دین ودنیا کا صحیح امتزاج ہو اور انسانی زندگی میں اعتدال پیدا ہو۔ تاکہ نہ تو انسان محض مادیات میں مبتلا ہو کر حیوانات کے زمرہ میں داخل ہو کر انہیں میں سے بلکہ ان سے بھی بدتر ہو جائے۔ اور نہ ہی فقط روحانی بن کر ترک دنیا کر کے خانہ نشین ہو کر بیٹھ جائے (لا رهبانية في الاسلام) مگر باقی ادیان میں بالعموم یہ نقص ہے کہ وہ فقط مادی یا روحانی ایک ہی پہلو پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ کما لا یخفی۔

(۳) شریعت اسلامیہ کے احکام ومسائل میں اتنی لوچ اور لچک ہے کہ وہ ہر ملک وقوم کے لئے قابل عمل اور قابل قبول ہیں۔ یہ عالمی اور بین الاقوامی شریعت ہے۔

(۴) شریعت اسلامیہ اتنی سہل وآسان ہے کہ ہر امیر وغریب۔ صحیح وبیمار۔ حاضر ومسافر بآسانی ان پر عمل کر کے راہ نجات تلاش کر سکتا ہے۔ اس میں ہرگز کوئی عسر وحرج نہیں ہے۔

(۵) اس کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ شریعت مقدسہ اسلامیہ کے تمام احکام فطرت صحیحہ کے

عین مطابق ہیں۔ کسی جگہ بھی احکام شریعت اور احکام فطرت کے درمیان تصادم واقع نہیں ہوتا۔

دلیل چہارم:- فریقین کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو جناب ختمی مرتبتؐ کی نبوت و رسالت کا اقرار و اعتراف کرنے کے بعد نبوت ملی تھی۔ جیسا کہ آیت مبارکہ واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا کی تفسیر میں وارد ہے (ساتھ بحار، بصائر اور ینابیع وغیرہ) لہذا جب باقی انبیاء کی نبوتیں ہی آنحضرت کی اقرار نبوت کی ممنون احسان و مرہون منت ہیں۔ تو یقیناً آپ ان سے اشرف و افضل ہوں گے۔

دلیل پنجم:- متعدد روایات سے ثابت ہے کہ انبیاء و مرسلین نے اپنی مشکلات کے وقت آنحضرتؐ کی ذات والا صفات کے ساتھ توسل کرکے بارگاہ رب العزت سے اپنے مصائب و آلام کو دور کرایا ہے۔ اس قسم کی بکثرت روایات ساتھ بحار الانوار و بصائر الدرجات وغیرہ میں موجود ہیں۔ لہذا خود انبیاء کا آپ کی ذات کے ساتھ توسل کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے۔ کہ وہ حضرات جانتے تھے کہ آنحضرتؐ ان سے افضل ہیں۔ وھو المطلوب۔ (ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں دیکھو ۴۵۳)

ختم نبوت عقل سلیم کی روشنی میں

اگر ہر قسم کے تعصب و عناد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر خالص عقل سلیم کی روشنی میں سوچا جائے تو عقل سلیم بھی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اب ہرگز کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ عقل و شرع کی رو سے چار صورتوں میں نبی کے تقرر کی ضرورت درپیش آتی ہے۔ اول یہ کہ کسی ایسی خاص قوم میں نبی بھیجا جائے جس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو۔ اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچا ہو۔

دوم۔ سابقہ نبی کی دی ہوئی تعلیم بالکل مٹا دی گئی ہو۔ یا اس میں اس طرح تحریف کر دی گئی ہو کہ اس کی اتباع ممکن نہ رہی ہو۔ سوم۔ سابقہ نبی کے ذریعہ لوگوں کو مکمل تعلیم و ہدایت نہ ملی ہو۔ چہارم ایک نبی کی امداد و اعانت کے لئے ایک اور نبی کی ضرورت ہو۔ بنظر غائر حالات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت بھی سرکار ختمی مرتبتؐ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔ قرآن شاہد ہے کہ حضور کو تمام عالمین کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اور تمدنی عالم کی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت ہی آپ کی دعوت تمام قوموں تک پہنچ گئی تھی اور اب تک مسلسل پہنچ رہی ہے۔ لہذا ہر ہر قوم میں الگ الگ نبی بھیجنے کی حاجت باقی نہیں ہے۔ نیز قرآن مجید اور احادیث شریف کی صورت میں آنحضرتؐ کی مقدس تعلیمات اپنی صحیح صورت میں موجود ہیں۔ ان میں کسی قسم کی کوئی تغیر و تحریف نہیں ہوئی۔ پھر کسی نبی کی ضرورت کیا ہے۔ نیز یہ بات بھی قرآنی تعلیم کی روشنی میں روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے کہ آنحضورؐ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ بنا بریں اب تکمیل کیلئے

بھی کسی نبی کی احتیاج باقی نہیں ہے۔ باقی رہی چوتھی صورت تو ظاہر ہے کہ اگر اس کے لئے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور کے زمانے میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ جب اس وقت نہیں ایسا کیا گیا۔ تو اب اس کی کیا ضرورت ہے؟ جب بعثت انبیاء کی یہ چاروں عقلی صورتیں مفقود ہیں تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ بعثت نبی کی پانچویں کونسی صورت ہے؟

باقی قوموں کے اخلاق و اطوار کا بگاڑ اور اس کی اصلاح۔ تو صرف اصلاح احوال کے لئے نبی کی ضرورت نہیں بلکہ مخلص مصلحین کی ضرورت ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ امت مسلمہ میں ایسے متعدد افراد موجود ہیں جو تقریر و تحریر اور وعظ و ارشاد کے ذریعے یہ فریضہ بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

بنابریں حقائق یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اب کسی نبی کی بعثت امت کے لئے باعث رحمت نہیں بلکہ باعث لعنت ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم میں نبی آتا ہے۔ تو فوراً کفر و ایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ ماننے والے ایک امت اور نہ ماننے والے دوسری امت قرار پائیں گے اور یہ اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہوگا۔ لہٰذا اس طرح اتحاد و اتفاق کی بجائے تفرقہ و اختلاف پیدا ہوگا۔ اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس ضلالت و گمراہی کی ذمہ داری خدا اور رسولؐ پر عائد ہوگی کہ اگر آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی نے آنا تھا۔ اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری تھا۔ تو خدا اور رسولؐ نے اس کے متعلق کیوں خاموشی اختیار فرمائی۔ یہ بات خدا کی حکمت بالغہ اور رحمت کاملہ سے بالکل بعید ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کو خواہ مخواہ کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے (از رسالہ ختم نبوت) لہٰذا جب خدا و رسولؐ نے کسی آنے والے نبی کے متعلق کوئی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ آنحضرتؐ پر عہدۂ نبوت و رسالت کے اختتام کا اعلان واجب الاذعان فرمایا ہے تو یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ سلسلۂ جلیلہ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔ وھو المطلوب۔

ختم نبوت اجماع مسلمین کی روشنی میں جہاں تک اس مسئلہ پر تمام مکاتیب فکر کے ساتھ تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے اتفاق و اجماع کا تعلق ہے وہ عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے۔ بوجہ شدت اختصار اسلامی دنیا کے اکابر علماء کے بیانات شافیہ یہاں پیش نہیں کئے جا سکتے۔

چند شکوک و شبہات کا ازالہ۔ پہلا شبہ اور اس کا جواب کہا جاتا ہے کہ لا نبی بعدی میں وارد لاء نفی کمال کے لئے ہے جیسے لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد۔ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد میں یعنی کامل نہیں ہوتی۔

SIBTAIN.COM

بنا بریں لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں آئے گا۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہ لائے نفی جنس جیسے ہے اس کا حقیقی مفہوم جنس کی نفی ہے۔ اگر کسی جگہ کسی داخلی یا خارجی قرینہ کی وجہ سے نفی کمال میں استعمال ہو تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ہر جگہ یہی مجازی معنی مراد لئے جائیں۔ ؟ ورنہ اسی بنیاد پر کوئی تثلیث یا صنم پرست یہ کہہ دے کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کامل معبود نہیں ہے تو معترض کے پاس اس کا کیا جواب ہے ؟ اسی طرح اگر کوئی منکرِ قرآن یہ کہہ دے کہ ذلک الکتاب لا ریب فیہ میں لا نفی کمال کے لئے ہے کہ قرآن میں ریب و شک کامل نہیں ہے یعنی کچھ ناقص اور کمزور قسم کا ریب موجود ہے تو معترض اس کا کیا جواب دے گا ؟ جس دلیل کی بنا پر لا الٰہ الا اللہ میں لا کو نفی کمال کے لئے قرار دینا ممنوع ہے۔ اسی دلیل سے لا نبی بعدی میں بھی ممنوع ہے۔

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

خاتم۔ بمعنی مہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اب جو نبی آئے گا وہ آپ کے زیرِ نگین ہوگا۔ اور آپ کی مہر تصدیق سے اسے نبوت ملے گی۔ اس شبہ کی رکاکت محتاجِ بیان نہیں ہے۔ جب یہ کہا جائے کہ یہ مجسٹریٹ کی مہر ہے یا یہ ڈاکخانہ کی مہر ہے۔ تو کوئی صحیح الدماغ آدمی اس کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ اس مہر کے لگانے سے مجسٹریٹ یا جج بنتے جاتے ہیں ؟ تو یہاں کس طرح یہ مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے جو صحیح مطلب نکلتا ہے۔ اس کو اوپر آیت پر خاتم النبیین کے ذیل میں واضح کر دیا گیا ہے۔

تیسرا شبہ اور اس کا جواب

جب کسی شخص کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء کہا جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس شخص کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہیں۔ اس شبہ کا جواب بھی ظاہر ہے کہ اگر کسی جگہ بطور مبالغہ انسانی یہ لفظ کامل یا افضل کے معنی میں استعمال ہو۔ تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ لغت کے اعتبار سے لفظ خاتم کے معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں۔ اور اس کے حقیقی معنی و آخری متروک ہو جائیں ؟ ما لکم کیف تحکمون

بجز ختمی مرتبتؐ دیگر انبیاءؑ پہ آئمہ ہدیٰ کی افضلیت

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی افضلیت پر ابھی اوپر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اب یہاں آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی افضلیت پر کچھ تبصرہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے علمائے متقدمین کے درمیان افضلیت آئمہ بر انبیائے سلف کے بارہ میں تین قول تھے۔ پہلا قول یہ کہ یہ حضرات سوائے جناب ختمی مرتبتؐ کے دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ دوسرا یہ کہ انبیاء کرام آئمہ علیہم السلام سے افضل ہیں۔

تیسرا قول یہ تھا کہ انبیائے اولی العزم ان سے افضل ہیں۔ لیکن دیگر انبیاء سے یہ بزرگوار افضل ہیں۔ مگر متاخرین علمائے اعلام کا پہلے قول پر قریباً قریباً اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ آئمہ اطہار سوائے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر تمام انبیا اولی العزم وغیرہم سے افضل و اشرف ہیں۔ اور اس عقیدہ کی صحت پر بکثرت دلائل موجود ہیں۔ ہم بنظر اختصار ذیل میں چند ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دلیل اوّل۔ یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ اہلبیت علوم قرآن نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و فضل کے بھی وارث و مالک ہیں (مطابق آیت مبارکہ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ینابیع المودۃ۔ فرائد السمطین وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کا علم تمام انبیاء و مرسلین کے علم و فضل سے زیادہ اور علوم قرآنیہ تمام کتب سماویہ کے علوم سے افزوں ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ معیار فضیلت کثرت علم و عمل ہے۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ بنابریں حضرات آئمہ طاہرین کو انبیاء و مرسلین سابقین سے افضل و اشرف تسلیم کرنا پڑے گا۔

دلیل دوئم۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ لولا ان خلق اللہ علیاً لم یکن لابنتی فاطمۃ کفو آدم فمن دونہ (عیون اخبار الرضا۔ ینابیع المودۃ وغیرہ) اگر خداوند عالم علیؑ کو پیدا نہ کرتا۔ تو میری بیٹی فاطمہ کا کوئی کفو و ہمسر نہ تھا۔ خواہ آدم ہوں۔ یا دیگر انبیاء۔ ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے رشتۂ ابوت و نبوت سے قطع نظر کر کے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ جناب امیر المومنینؑ ان انبیائے سلف سے افضل ہیں۔ اسی سے دیگر آئمہ اطہارؑ کی افضلیت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ لانہم فی الفضل سواء۔ حضرت صادق علیہ السلام نے ابو صباح کنانی سے فرمایا۔ یا ابا الصباح انہ لا یجد احد حقیقۃ الایمان حتی یعلم ان لآخرنا ما لاولنا اصابیع بحار الانوار اے ابو صباح! اس وقت تک کوئی شخص حقیقت ایمان کو پا ہی نہیں سکتا جب تک وہ یہ یقین حاصل نہ کرے۔ کہ ہمارے آخری کے لئے وہی فضل و کمال ثابت ہے جو ہمارے پہلے کے لئے ثابت ہے!!

دلیل سوئم۔ یہ دلیل دراصل دلیل دوئم کی ہی فرع ہے۔ کہ آئمہ اہلبیتؑ کے علوم و کمالات انبیاء کے علوم و کمالات سے اتم و اکمل ہیں۔ بکثرت احادیث میں وارد ہے۔ کہ اسم اعظم کے کل تہتر حروف ہیں۔ جناب آدمؑ کو پچیس حرف عطا ہوئے تھے۔ اور جناب نوحؑ کو پندرہ۔ جناب موسیٰؑ کو پانچ حرف اور جناب ابراہیمؑ کو آٹھ حرف اور جناب عیسیٰؑ کو صرف دو حرف۔ اسی طرح کسی نبی کو ایک حرف اور کسی کو دو (ملاحظہ القیاس) اور انہی کے ذریعہ ان کے کمالات بھی وقوع پذیر ہوتے تھے۔ لیکن جناب سرور کائناتؐ کو بہتر حروف مرحمت ہوئے۔ فقط ایک حرف خلاق عالم نے اپنے علم مخزون میں رکھا۔ اور وہ اسماء آنحضرتؐ کو عطا

SIBTAIN.COM